حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وفکری خدمات

﴿چند جہات کا اجمالی تعارف﴾

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس*

Abstract:

Shaykh Ahmad Sarhindi who was famous by his title Mujaddid Alf Thani. His services for the revival widespread in the periods of Emperor Akbar and Jahangir are known all over the world. Among his works his letters were comparatively more famous. These letters are a practical display of his struggle. These letters and other of his works show that he had an excellent understanding of holy Qur'an, Hadith, Fiqh (Islamic Jurisprudence and Theology. With the help of this extensive knowledge he refuted every false theory that appeared in his time. His teachings were not only a true guide for the Muslims at that time but also a permanent light for the Muslim society in every period of time.

The following essay illuminates some aspects of his intellectual abilities. He was not only a great Sufi but also an esteemed scholor from whom many Mufassereen, Muhaditheen and Fuqaha benefited even after his death.

برصغیر کی تاریخ میں فکر اسلامی کے احیاء کے لئے جن صاحبان فکر و دانش کی کاوشوں کے اثرات آج تک محسوس ہوتے ہیں، ان میں شیخ احمد سرہندی جو اپنے نام کی بجائے لقب ''مجدد الف ثانی'' سے معروف ہیں، ایک نہایت ہی نمایاں شخصیت ہیں۔ آپ نے اکبری فکر و فلسفہ پر اس طرح کاری ضرب لگائی کہ یہ اکبر کی موت کے ساتھ ہی فنا ہو گیا۔

تاریخ میں جب بھی ''اکبری فتنہ'' جیسا کڑا وقت آتا ہے تو ایسے وقت میں مجددی اسلوب فکر ایک مضبوط فکری اساس ہے، جس کی مدد سے ہم اپنی اصل کی طرف لوٹ سکتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کی فکری بنیاد **''قرآن کی طرف آؤ'' ''اتباع رسول اور اجتناب عن البدعت''** پر ہے۔ آپ کی علمی وفکری بنیاد کے حوالہ سے سید ابوالحسن علی ندوی کا یہ تبصرہ بہت خوب ہے۔

''پچھلی صدیوں کے علماء کے تذکرے اور کتب سوانح کا مطالعہ کیجئے۔ سینکڑوں ناموں میں ایک شخص کا ملنا مشکل ہوگا جس پر عبقری (Genius) کے لقب کا اطلاق درست ہو یا جس نے کسی موضوع پر کوئی نئی چیز پیش کی ہو، یا کسی خاص علم میں اس نے کوئی نمایاں اور گرانقدر اضافہ کیا ہو۔ پچھلی صدیوں میں ہم صرف چند افراد کا استثناء کر

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات جی سی یونیورسٹی لاہور۔

سکتے ہیں جو اپنے زمانے کی عام علمی و ذہنی سطح سے بلند تھے، اور جنہوں نے دینی یا علمی دائرے میں کوئی بڑا انقلابی کارنامہ یا علمی شاہکار پیش کیا ہو۔ خوش قسمتی سے ان تمام افراد کا تعلق ہندوستان کی سرزمین سے ہے۔ ان میں ایک حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جن کے مکتوبات اسلام کے علمی و دینی سرمایہ میں ایک بیش بہا اضافہ ہیں۔ اور جنہوں نے پورے عالم اسلام پر گہرا اثر ڈالا ہے۔'' (۱)

مزید برآں ان مثبت افکار کے پیش نظر عبید اللہ قدسی کو یہ لکھنا پڑا:

''فلسفہ، تاریخ، تصوف، ثقافت، اور تحریک حریت پر لکھنے والوں کا مقصد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے کے بغیر تشنہ رہتا ہے۔'' (۲)

یہی وجہ ہے کہ جب حرمین شریفین کے سفر میں شاہ ولی اللہ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب کا حوالہ دیا تو پھر حجاز کے علماء کو یہ معلوم ہوا کہ اس کتاب کا معارف وتحقیق کی دنیا میں کتنا بلند مقام ہے ان کے ایما پر حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کیا۔ (۳)

آپ کی علمی وفکری جہات کا ایک جائزہ، ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت مفسر قرآن

حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کے عظیم مفسروں میں سے ایک ہیں لیکن آپ کی علمی شخصیت کے اس پہلو پر کم توجہ دی گئی۔ کتاب اللہ کی نصوص کے بارے میں نیز آیات سے پیدا ہونے والے اثر کے متعلق ان کا ذوق بڑا لطیف ہے۔ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات کے بارے میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

''یہ مکاتیب اسرار دین اور انوار یقین کے جامع ہیں۔ کتاب مبین قرآن کریم کے چھپے بھیدوں کو ظاہر کرتے ہیں۔'' (۴)

حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک آیت مبارکہ کی تشریح کے ضمن میں ملک حسن علی جامی لکھتے ہیں:

''حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت محققانہ تفسیر بیان کی ہے اور کئی حقائق اور نکتے بیان کئے ہیں۔ اس میں علوم و معارف کے گوہر لٹائے اور حق تو یہ ہے اس آیت کی تفسیر کا حق ادا انہوں نے ہی کیا ہے۔'' (۵)

نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ سے جو تفسیر منقول ہے وہ قرآن کریم کی تمام آیات کی تفسیر نہیں فراء وہ پہلا مفسر

ہے جس نے مکمل تفسیر لکھی ہے۔(٦)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی مکمل تفسیر نہیں لکھی لیکن مکاتیب اور دیگر رسائل میں قرآن کریم کی بہت سی آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔مفسر بالاثر اور مفسر بالرائے کی حیثیت سے آپ نے کسی خاص مسلک و منہج کی پیروی نہیں کی بلکہ اپنا علیحدہ مکتبہ فکر تشکیل دیا جس نے مابعد کے مفسرین کو بہت متاثر کیا۔علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ رؤف مجددی نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی نمائندگی کا حق ادا کیا ہے۔آپ کی تفسیر معیار کے اعتبار سے قول فیصل قسم کی ہے اور فن تفسیر کی ایک ایسی معیاری خدمت ہے جس پر علمی دنیا ہمیشہ فخر کرے گی۔نئے پرانے عقلی ونقلی شبہات اور تصوف ومعرفت کے نفیس نکات بھی بیان کئے گئے ہیں۔تفسیر مفسر کی مکمل شخصیت و کردار اور فکری و دینی رجحان کی عکاس ہوتی ہے۔اسی طرح آپ نے اپنے زمانہ میں تفسیر کے حوالے سے پیدا ہونے والے فلسفیانہ رجحان پر سخت تنقید کی۔

شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ نے جو مکتوب تحریر کیا وہ آپ کے تفسیری منہج اور قرآن فہمی کے بارے میں آپ کے نکتۂ نظر کی وضاحت کرتا ہے۔آپ لکھتے ہیں:

''کتاب تبصیر الرحمان (٧) جو آپ نے بھیجی تھی، اس کے بعض مقامات دیکھ کر واپس کر رہا ہوں۔ میرے محترم! اس کتاب کا مصنف فلاسفہ کے مذہب سے بہت لگاؤ رکھتا ہے۔قریب ہے کہ حکماء کو انبیاء علیہم السلام کے برابر کر دے۔سورۃ ہود کی ایک آیت نظر سے گذری کہ اس کی تفسیر میں انبیاء علیہم السلام کے طریقے کے خلاف بیان کیا ہے اور انبیاء وحکماء کے قول کو برابر کر دیا اور اس آیت کریمہ کے بیان میں کہا:

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَہِ...... باتفاق بالانبیاء والحکماء (الاالنارِ) (٨) الحسی والعقلی (یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں بہ اتفاق انبیاء وحکماء آگ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔وہ آگ حسی یا عقلی) انبیاء علیہم اسلام کے اجماع کے باوجود حکماء کا اتفاق کیا گنجائش رکھتا ہے اور عذاب اخروی میں ان کے قول کا کیا اعتبار ہے۔خصوصاً جب کہ وہ قول انبیاء علیہم السلام کے قول کے مخالف ہو۔فلاسفہ جو عذاب عقلی کا اثبات کرتے ہیں، ان کا مقصود حسی عذاب سے انکار ہے۔جس کے اثبات پر تمام انبیاء علیہم السلام کا اجماع واقع ہوا ہے۔ایک اور مقام پر قرآن مجید کی آیات کو حکماء کے موافق بیان کرتا ہے۔اگر چہ وہ اہل مذہب کے خلاف ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ مخفی نقصان بلکہ جلی ضرر سے خالی نہیں ہے''۔(٩)

اس مکتوب سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس حقیقت مفسدہ تک حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی فہم وفراست

پہنچ گئی، عوام تو درکنار، خواص تک اس کے ادراک سے قاصر ہیں۔

(۲) حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت محدث

شیخ یعقوب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے کتب احادیث پڑھیں اور قاضی بہاول بدخشی نے مشکوٰۃ المصابیح کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حصول اجازت کے بعد حدیث میں آپ کی مہارت تامہ کا اندازہ آپ کے رسائل اور مکتوبات سے لگایا جاسکتا ہے (۱۰) مکتوبات میں کم وبیش تین صد (۱۱) احادیث کے حوالے بعض مقامات پر نہایت عمدہ تشریح کے ساتھ ملتے ہیں۔

علم حدیث میں آپ کے مقام ومرتبہ کے بارہ میں مولانا سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

''متن حدیث میں ایک اربعین یعنی چالیس منتخب احادیث کا مجموعہ آپ کی تالیف ہے جو عام طور پر ملتا ہے اس کے علاوہ جس نے آپ کے مکتوبات کا مطالعہ کیا ہے وہ اس بات کی شہادت دے گا کہ آپ کا مقام حدیث میں کتنا بلند تھا (۱۲) آپ کی محدثانہ حیثیت کے پیش نظر سید احمد رضا بجنوری نے مقدمہ انوار الباری میں محدثین احناف میں آپ کا ذکر کیا ہے (۱۳) اور انور شاہ کشمیری (۱۴) شاہ عبدالغنی مجددی (۱۵) علامہ شبیر احمد عثمانی (۱۶) سید احمد رضا بجنوری (۱۷) مولانا ادریس کاندھلوی (۱۸) سراج احمد سرہندی (۱۹) نے اپنی شروح میں، محمد زکریا سہارنپوری نے صحاح ستہ کے متعلق اپنے مکاتیب میں (۲۰) اور مولانا سلیم اللہ خاں (۲۱) نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے دئے۔ شیخ عبدالغنی نے **تبریز المکنونات فی تخریج احادیث المکتوبات**، محمد سعید نے **تشیید المبانی فی تخریج احادیث المکتوبات الامام الربانی** اور مولانا سعید نقشبندی نے مکتوبات کے اردو ترجمہ میں احادیث کی تخریج نقل کی (۲۲) ڈاکٹر بابر بیگ مطالی نے مکتوبات کی تخریج کے حوالے سے پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے تحقیقی مقالہ لکھا۔

مکتوبات ودیگر رسائل میں آپ نے بعض مقامات پر اصول حدیث کے فنی مباحث جیسے صحیح، حسن، خبر واحد، خبر متواتر اور راویوں پر جرح وغیرہ کے حوالے سے بھی گفتگو کی (۲۳) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث واصول حدیث پر آپ کی کس قدر گہری نظر تھی۔ عصر حاضر کے نامور محدث غلام رسول سعیدی نے ایک حدیث کے مفہوم کو اس لئے صحیح قرار دیا کہ مکتوبات میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے نقل کیا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ لکھتے ہیں:

''شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا جو علمی اور تحقیقی مقام ہے وہ خویش و بیگانہ سب کے نزدیک مسلم ہے اور مکتوبات میں شیخ کا اس حدیث کو متعدد بار ذکر کرنا اور اس سے استدلال کرنا اس امر پر آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہے کہ ان کے نزدیک حدیث **لو لاک لما خلقت الافلاک** کا معنیٰ صحیح اور ثابت ہے۔(۲۴)

(۳) حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بطور فقیہہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فقیہ کی درج ذیل خصوصیت بیان کی ہیں:

''انما المفقية الزاهد فی الدنيا الراغب فی الاخرة البصير بدينه المداوم علی عبادة ربه ورع الکاف عن اعراض المسلمين العفيف عن اموالهم الناصح بجماعتهم''(۲۵)

''فقیہہ دنیا سے بے رغبت، آخرت کا طالب، دین کا دیدہ ور، ہمیشہ عبادت گذار، متقی، مسلمانوں کی عزت سے نہ کھیلنے والا، لوگوں کے مال سے پرہیز کرنے والا اور عامۃ المسلمین کا خیر خواہ ہوتا ہے''۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں یہ تمام اوصاف بدرجۂ کمال پائے جاتے تھے۔آپ دلیل تفصیلی کی معرفت کے بعد فتویٰ دیتے۔آپ کا فقہی سرمایہ اگرچہ قلیل ہے لیکن اس میں تحقیق کا وہ اسلوب ومعیار نظر آتا ہے جس کی جھلکیاں ہمیں صرف قدیم فقہاء میں نظر آتی ہیں۔کسی مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کتاب اللہ سے استنباط ممکن ہوتو اسے نظر انداز نہ ہونے دیتے۔کتاب اللہ سے دلائل بیان کرتے ہوئے بعض اوقات اصولی اور تفصیلی بحثیں بھی بیان کرتے۔پھر کتب احادیث سے شہادتیں پیش کرتے۔ان دونوں مآخذ کی آپ کے نزدیک کتنی اہمیت تھی، اس کا اندازہ آپ کے ان اقوال سے لگایا جاسکتا ہے۔

''ہمیں نص (مراد قرآنی آیات) سے کام ہے فص (ابن عربی کی کتاب فصوص الحکم کی طرف اشارہ) سے نہیں، فتوحات مدنیہ (مراد احادیث) نے ہمیں فتوحات مکیہ (ابن عربی کی کتاب) سے بے نیاز کردیا ہے''(۲۶)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''نصوص شرعیہ کے مقابلہ میں فصوص الحکم کی باتوں کو اختیار نہیں کرتے''(۲۷)

آپ امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد کی حیثیت سے فتویٰ دیتے۔اور حنفی مسلک کی تائید و حمایت میں دلائل فراہم کرتے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہم مجتہدوں کے تابع ہیں جو کچھ وہ فرمائیں وہی کرو۔ اور ہم بھی وہی کرتے ہیں اور جس بات سے وہ منع کرتے ہیں وہ ہم نہیں کرتے۔'' (۲۸)

آپ کی تصانیف سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ قواعد واصول وفروع احکام میں حنفی المسلک تھے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو حد درجہ عقیدت تھی۔ آپ فقہی مسائل میں اقوال سلف کو بھی بیان کرتے اور اقوال متبائنہ میں تطبیق دیتے یا کسی قول کو ترجیح دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ کتب فقہ مثلاً جامع الرموز، تاتارخانیہ، ہدایہ، فتاویٰ غیاثیہ، حاشیہ شرح وقایہ، فتاویٰ شامیہ، فتاویٰ غرائب، فتح القدیر، فتاویٰ سراجیہ جیسی عظیم الشان کتابوں کے حوالے بھی آپ کی تصانیف میں ملتے ہیں۔ مقلد ہونے کے باوجود بعض صورتوں میں اجتہاد کے بھی قائل تھے۔ اسی وجہ سے آپ نے فرمایا:

''یہاں متقدمین ومتاخرین کا فتویٰ جاری نہیں ہوسکتا کہ ہر وقت کے احکام علیحدہ ہوتے ہیں''۔

حنفی ہونے کے باوجود تمام آئمہ کی جلالت شان کے قائل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ حتی الامکان اقوال مجتہدین کو جمع کرنے کی پوری کوشش کرتے تاکہ متفق علیہ قول پر عمل واقع ہوجائے۔'' (۲۹) اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خواجہ بدرالدین سرہندی لکھتے ہیں:

''حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصے تک پشمینے کے ایک مصلے پر نماز ادا فرماتے رہے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک میں پشمینے پر سجدہ مکروہ ہے اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ جمع مذہب کا تھا تو آپ نے سجدے کی جگہ ٹاٹ کا ایک ٹکڑا سی لیا۔'' (۳۰)

نماز کی امامت حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ خود کرواتے۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے خواجہ ہاشم کشمی لکھتے ہیں: ''آپ نے فرمایا:

شافعیہ اور مالکیہ اس مذہب پر ہیں کہ سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نماز درست نہیں، لہٰذا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اور احادیث صحیحہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔ اور جمہور فقہائے احناف کا بھی یہی مسلک ہے۔

مزید رقم طراز ہیں:

''چوں ما مہما امکن بر جمع مذہب می کوشم دریں صورت جمع را دراں دیدہ ایم کہ خود امامت کنم'' (۳۱)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ایک مکاشفہ کے ضمن میں فرماتے ہیں:

''ایک وقت ایسا دیکھا کہ ان دونوں مذہبوں (یعنی حنفیہ اور شافعیہ) سے حق دور نہیں یعنی اگر حنفیہ سے کسی جگہ حق کا موقع رہ گیا تو شافعیہ نے اسے پالیا ہے اور ان سے حق متجاوز نہیں ہونے پایا۔ یہ بات آپ نے تفصیل سے بیان فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دو یا تین حصہ حق ہے اور تہائی یا چوتھائی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے حق آگے نہیں گیا''۔(۳۲)

یہ مکاشفہ تفصیل سے بیان کرنے کے بعد خواجہ بدرالدین سرہندی لکھتے ہیں:

''گویا اس طرح آپ کو حنفی الشافعی کہا جا سکتا ہے''۔(۳۳)

آپ کی اسی فقہی بصیرت کی بناء پر ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات کو حلال مشکلات کلامیہ وفقیہہ کہا ہے۔(۳۴) دوسری جگہ آپ کی فقہی حیثیت کے بارے میں لکھا:

''باوجود اس کے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو مسائل فقہ مستحضر تھے۔ اور اصول فقہ پر اعلیٰ دسترس حاصل تھی لیکن اس کے باوجود اکثر ثقہ اور معتبر کتابوں سے تحقیق انتہائی احتیاط سے کرتے اور آپ پوری عزیمت سے فقہاء کبار کے مختار اور مفتی بہ قول پر عمل کرتے تھے اور ایسا عمل جس میں جواز اور کراہت کا پہلو فقہاء بیان کرتے تو آپ کراہت کے پہلو کو ترجیح دے کر اس پر عمل نہ کرتے اور فرماتے 'اگر عدم جواز اور جواز، اور حل وحرمت کا اختلاف ہو جائے تو جانب عدم جواز اور جانب حرمت کو ترجیح دینی چاہئے۔(۳۵)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت مبلغ

تبلیغ دین کے بارے میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا موقف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تبلیغ دین اہم فریضہ ہے۔ اس کو انجام نہ دینے والوں کا قیامت کے دن کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔(۳۶) آپ کی نظر میں تبلیغ دین کے دو بنیادی مقاصد ہیں:

(۱) تقویت ملت وعزت اسلام

(۲) ذلت وخواریٔ کفر(۳۷)

ان دونوں کو ملا کر آپ نے ایک ناقابل تردید اصول مقرر فرما دیا:

''عزت اسلام واہل آں درخواری کفر واہل کفر است''(۳۸)

یعنی ''اسلام اور مسلمانوں کی عزت کفر اور کافروں کی ذلت وخواری پر منحصر ہے۔''

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے از سر نو ایک مربوط، موثر اور متحرک تبلیغی نظام قائم فرمایا۔ جس کے تحت آپ نے:

(۱) اپنے خلفاء کو برصغیر کے اہم سیاسی، عسکری اور دینی مرکزوں پر اسلامی اقدار کی تبلیغ و تعلیم کے لئے مامور فرمایا۔

(۲) علماء و مشائخ کو اپنے حلقۂ اثر میں اسلامی عقائد و احکام کی تبلیغ و تدریس کا اہتمام کرنے کی ہدایت فرمائی۔

(۳) مسلمان خواتین کی تعلیم و تربیت اور اور تبلیغ و تلقین کے لئے عقیدت مند صالحہ خواتین کو مامور کیا۔

(۴) آپ خود بھی نمونۂ عمل بن کر تبلیغی جہاد میں سرگرم عمل رہتے۔ یہ جہاد بالنفس بھی تھا اور جہاد بالقلم بھی۔ لسانی بھی تھا اور قلبی بھی۔ قید خانہ ہو یا لشکری جلوس، دربار شاہی ہو یا خانقاہ درویشی، ہر جگہ تعلیم و تبلیغ میں منہمک نظر آتے۔

(۵) آپ نے تبلیغ دین، نفاذ شریعت، احیائے سنت، عقائد صحیحہ، اعمال صالحہ، احکام فقہ، سلوک و معارف اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی دینی افادیت پر جامع اور مدلل مکتوبات اپنے عقیدت مند امراء، علماء مشائخ خواتین حتیٰ کہ ہنود کو بھی ارسال فرمائے۔ (۳۹)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ تبلیغ کے یہی وہ نمایاں پہلو تھے۔ جن کی وجہ سے اپنے وقت کے بہت سے علماء، صوفیاء اور مبلغین سے ممتاز رہے۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت متکلم

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''احوال سلوک کے درمیانی حالات میں ایک مرتبہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ نے اس فقیر سے فرمایا 'تم علم کلام کے ایک مجتہد ہو'۔ اس وقت سے لے کر مسائل کلامیہ میں میری خاص رائے اور مخصوص علم ہے''۔ (۴۰)

مکتوبات کے دفتر اول کا مکتوب ۲۶۶ (۴۱) اور دفتر دوم کا مکتوب ۶۷ عقائد کی تمام کتابوں کا جامع ہے۔ جس میں آپ نے ایمان کی کمی بیشی، گناہ کبیرہ کے مرتکب کی بخشش، قرآن کا کلام الٰہی ہونا، پل صراط، میزان، عذاب قبر، خلفائے راشدین کی افضلیت، معجزات، کرامات اور شفاعت جیسے اہم مسائل پر معتزلی (۴۲) اشعری اور ماتریدی (۴۳) نظریات بیان کر کے ماتریدی افکار کی ترجیح کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔ اسی طرح دفتر اول کا مکتوب

۲۸۹،اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ ہے جس میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے مذاہب باطلہ قدریہ (۴۴) اور جبریہ (۴۵) کی تردید دلائل عقلی سے ثابت کر کے مذہب اہل سنت اس طرح بیان کیا ہے کہ اہل ذوق حضرات کی تشنہ کامی دور ہو جاتی اور سلیم الفطرت ذہنوں کو حقیقت کی جھلک نظر آتی ہے۔

خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارادہ تھا کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادات کلامیہ کو آپ کے مکتوبات اور رسائل سے نکال کر ایک رسالے میں جمع کریں۔(۴۶)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت سیرت نگار

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کے صرف چند پہلو ہی سیرت کے زمرہ میں نہیں آتے بلکہ آپ کی ولادت سے پہلے کی پیش گوئیاں اور ارہاصات کے ساتھ شمائل نبوی، آپ کے فرامین اور انداز زیست کے سب پہلو سیرت مقدسہ میں شامل ہیں علاوہ ازیں آپ کے زیر تربیت افراد کے افکار و نظریات بھی زیر بحث آتے ہیں۔ گویا نبی کریم ﷺ کی انفرادی و اجتماعی زندگی کے مختلف پہلو سیرت نگاری کے مختلف عنوان ہیں۔ درحقیقت سیرت النبی بعد از وصال النبی ﷺ ختم نبوت کا لازمی نتیجہ ہے۔ آپ کی سیرت کا تعلق ماضی و حال کی طرح مستقبل بعید سے بھی ہے۔ چونکہ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ تاریخ انسانی کی آئینہ دار ہے اور آپ ماضی، حال، مستقبل کے شاہد ہیں۔ اس لئے شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکاتیب و رسائل میں سیرت النبی کے موضوع پر جامع شذرات تحریر کئے۔

دین اکبری کی پالیسی نبی کریم ﷺ کی نبوت کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کر کے دین اسلام میں امت کے تعلق بالرسالت کو کمزور کرنا تھا۔ یہاں تک کہ محمد اور احمد نام بھی اکبر کو ناگوار تھے۔ گیارھویں صدی ہجری میں حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے امت مسلمہ کو کفر و الحاد کی یورشوں کے باوجود در مصطفوی پر پہنچانے کے لئے بے مثال کام کیا اور اس کام کی ابتداء انہوں نے اپنے رسالہ 'اثبات النبوۃ' سے کی۔ یہی سیرت کے حوالے سے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا کام ہے۔ پھر آپ کی ہر تحریر، ہر گفتگو اور عبارت کا محور و مرکز نبوت محمدی پر ایمان، ذات نبی پر اعتماد اور محبت رسول ﷺ کا فروغ ٹھہری۔(۴۷) پھر نبی کریم ﷺ کے فضائل، آپ کی نبوت کے دلائل اور 'معجزۂ قرآن نبوت کی دلیل ہے، جیسے سیرت کے اہم موضوعات رسالہ تہلیلیہ میں علمی و تحقیقی انداز سے بیان فرمائے۔ سیرت کے چند اہم پہلو جن پر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے قلم اٹھایا، درج ذیل ہیں:

ضرورت رسالت (۴۸) رسالت محمدی ﷺ کی عالم گیریت (۴۹) رسالت محمدی ﷺ کی جامعیت و کاملیت (۵۰) عصمت انبیاء (۵۱) محبت رسول اور اس کے تقاضے (۵۲) حیات انبیاء (۵۳) سیرت النبی ﷺ بعد از وصال النبی ﷺ (۵۴) ولادت باسعادت (۵۵) حقیقت محمدی ﷺ (۵۶) نورانیت و بشریت (۵۷) اسم محمد و احمد (۵۸) فلسفۂ ہجرت (۵۹) ختم نبوت (۶۰) معراج النبی ﷺ (۶۱) شفاعت مصطفوی ﷺ (۶۲)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ بحیثیت مفکر تعلیم

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیمی افکار کا اجمالی جائزہ درج ذیل ہے: (۶۳)

(۱) علم کا مقصود رضائے الٰہی ہو۔ جاہ و سرداری اور حصول مال و زر نہ ہو۔

(۲) مجددی نظام تعلیم میں طالب علم کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ یہ ترویج دین اور قیام شریعت کا سبب ہیں۔ (۶۴)

(۳) عقل اہم ہے مگر حجت کاملہ نہیں۔ یہ غیبی اور مابعد الطبعی حقائق کے ادراک میں عاجز ہے۔

(۴) آپ کے نزدیک غیر افادی علوم، فلسفہ اور منطق کی اہمیت نہ تھی۔

''اکبری دور میں ابوالفضل اور فیضی فلسفہ یونان کے بل بوتے پر لوگوں کو مرعوب کر کے راستہ صاف کر رہے تھے۔ اس دور میں آپ کے علمی کارناموں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے ان کی سحر کاریوں کا پول کھولا۔ فلاسفہ کے علمی رعب کو خاک میں ملا دیا۔ ایک طویل مکتوب کے آخر میں آپ شعر لکھتے ہیں:

فلسفہ چوں اکثرش باشد سفہ پس کل آں
ہم سفہ باشد کہ حکم کل اکثر است (۶۵)

(۵) ذرائع علم تین ہیں:

(۱) حواس (۲) عقل (۳) وحی

''جو کچھ عقل کے طریقے سے معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ وہ نبوت کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے''۔ (۶۶)

(۶) مطالعہ کی اہمیت پر آپ نے بہت زور دیا۔

(۷) آپ کے نزدیک درس و تدریس ذکر و فکر سے بہتر ہے (۶۷)

(۸) جوانی کا آغاز حصول علم کا بہترین وقت ہے۔(۶۸)

(۹) ضرر رساں کتب کے مطالعہ سے گریز کیا جائے۔تفسیر کے متعلق ایک کتاب تبصیر الرحمٰن کے متعلق لکھتے ہیں:

''اس کتاب کا مطالعہ مخفی نقصان بلکہ جلی ضرر سے خالی نہیں۔''(۶۹)

لیکن دوسری طرف کتب فقہ کے مطالعہ کی بار بار تلقین کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات مطالعہ کے لئے فقہ کی کتابوں کے نام بھی تجویز کرتے ہیں۔(۷۰)

(۱۰) جس مسئلہ میں علماء اور صوفیاء کا اختلاف ہو تو ترجیح علمائے حق کے قول کو دی جائے گی۔(۷۱)

تصانیف

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی گوناگوں علمی وادبی صلاحیتوں کا اندازہ آپ کی تصانیف سے ہوتا ہے۔جو مختلف مواقع اور خاص ضرورت کے تحت تصنیف کی گئیں۔یہ کتابیں آپ کی علمی وفکری کاوشوں کی بے نظیر یادگار ہیں اور پورے عالم اسلام میں مقبول ہیں۔یہ تصانیف علوم معارف کا بیش بہا خزانہ ہیں۔نیز اسلام کے ان تمام نظریاتی، سیاسی اور معاشرتی رجحانات کی تاریخ بھی ہیں، جو دس صدیوں میں پیدا ہوئے۔ان تصانیف کی اثر پذیری اور اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے عزیز احمد لکھتے ہیں:

''اجماع امت نے ان کے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملقب ہونے کو قبولیت کی سند دے دی۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی تصانیف اور اثر نے ہندی اسلام کو پارہ پارہ ہو کر آمیزش مذہب جیسی بدعات میں بدل جانے سے روک دیا۔''(۷۲)

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا شمار کثیر التصانیف بزرگوں میں ہوتا ہے۔افسوس کہ آپ کی بہت سی کتابیں امتداد زمانہ اور لوگوں کی غفلت سے ضائع ہو گئیں بلکہ خود آپ ہی کی زندگی میں گم ہو گئیں۔اس کا اندازہ آپ کی اس تحریر سے لگایا جا سکتا ہے۔

''اس حقیر نے اس وقت معارف توحید میں کئی رسالے تحریر کئے اور جب ان تحریرات کو بعض دوستوں نے ادھر ادھر منتشر کر دیا تو انہیں جمع کرنا مشکل جانتے ہوئے ان رسائل کو اپنے حال پر چھوڑ دیا''۔(۷۳)

اسی وجہ سے بہت سی کتابوں کے نام سیر وسوانح میں محفوظ نہیں۔شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے

نزدیک تصانیف کی تعداد آٹھ ہے۔(۷۴)سات رسائل اور مکتوبات کے علاوہ آپ کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے سید خورشید حسین بخاری لکھتے ہیں:

''اگر کسی تذکرہ نویس نے آٹھ کے علاوہ تصانیف کا ذکر کیا ہے تو اسے بوجہ اشتراک نفس مضمون کتابوں کے ناموں میں تسامح ہوا اور اس نے نئے نام سے نئی کتاب کا اضافہ کردیا''(۷۵)

یہ بھی ممکن ہے کہ دیگر رسائل ضائع ہوگئے ہوں یا آپ کے بعض طویل مکتوبات کو علیحدہ رسالہ کی صورت میں شائع کردیا گیا ہو جسے بعد کے محققین نے علیحدہ تصنیف سمجھ لیا۔حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تصانیف کی تعداد کا تعین آسان نہیں۔وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی تصانیف کے بارے میں نئی نئی، معلومات سامنے آرہی ہیں۔آپ کی درج ذیل کتابوں کے نام تاحال دستیاب ہوئے ہیں:

(۱) اثبات النبوۃ(۲)اثبات الواجب(۳)رسالہ التہلیلیہ (۴)ردالشیعہ (۵)شرح رباعیات

(٦) مبدأ ومعاد(۷)معارف الدینیہ(۸)مکتوبات امام ربانی(۳۔دفتر)

ماحصل

درج بالا علمی وفکری جہات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ آپ کی شخصیت میں علمی وفکری اعتبار سے اعتدال توازن تھا آپ نے حالات وزمانہ کی رعایت کرتے ہوئے اپنے دعوتی وعلمی کام کی بنیاد قرآن وسنت پر رکھی، جس کے نتیجہ میں سیاسی وسماجی تبدیلیاں رونما ہوئیں،آج کے انتشار وافتراق کے زمانہ میں ایسی شخصیات کی فکر کا مطالعہ فکری الجھاؤ سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) ندوی، ابوالحسن علی، ''انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر''، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ص: ۲۲۵

(۲) قدسی، عبداللہ، آزادی کی تحریکیں، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور ۱۹۸۸ء، ص: ۶۱

(۳) زبیدہ احمد، ڈاکٹر، عربی ادبیات میں پاک وہند کا حصہ، مترجم: شاہد حسین رزاقی، اداۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور ۱۹۸۷ء، ص: ۱۲۹

(۴) کشمی، محمد ہاشمی، زبدۃ المقامات، نولکشور لکھنوء ۱۳۰۷ھ، ص: ۲۲۴

(۵) جامعی، حسن علی، تعلیمات مجددیہ، ادارہ اشاعۃ التوحید والسنۃ، شرقپور ۱۹۹۵، ص ۲۶۴

(۶) وراق، ابوالفرج محمد بن ابی یعقوب، الفہرست، اصح المطابع، کراچی ۱۹۷۱ء ص: ۳۰۷

(۷) کتاب کا پورا نام **تبصیر الرحمان و تیسیر المنان** ہے اور مصنف کا نام علی بن احمد المہائمی ہے اس تفسیر کی سب سے بڑی خوبی ربط آیات ہے۔ اس کے حاشیہ پر ابوبکر سجستانی کی تفسیر ''**نزهة القلوب فی تفسیر غريب القرآن**'' شائع ہوئی ہے۔ یہ دو جلدوں میں بیروت سے چھپ چکی ہے۔

(۸) **الاالنار** کی تفسیر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اختصار سے لکھی، مہائمی نے آیت کے اس حصہ کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے:

(الاالنار) المحسوسة أو المعقولة فلايقربه من اله العقل الكامل الذى يشبه البلوغ الى حد الاعجاز

المہائمی، علی بن احمد، تبصیر الرحمان عالم الکتب، بیروت، ج ۱، ص: ۳۴۱

(۹) سرہندی، شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر سوم، مکتوب: ۱۰۱

(۱۰) کشمی، محمد ہاشم، زبدۃ المقامات، نولکشور ۱۳۰۷ھ، ص: ۱۳۰

(۱۱) اگر ایک حدیث مختلف مقامات پر ہے تو اسے ایک ہی شمار کیا گیا ہے۔

(۱۲) ندوی، شاہ معین الدین احمد، مقالات سلیمان نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد ۱۹۸۹ء، ج ۲، ص: ۳۴

(۱۳) بجنوری، سید احمد رضا، مقدمہ انوار الباری، مکتبہ حفیظیہ، گوجرانوالہ ۱۹۸۸ء، ج ۲، ص ۱۷۸ تا ۱۸۰

(۱۴) کشمیری، انورشاہ، فیض الباری، مجلس علمی ڈابھیل، الہند ۱۹۳۸ء ج ۱، ۱۹:

(۱۵) عبدالغنی، مجددی، انجاح الحاجہ، حاشیہ سنن ابن ماجہ، ایچ۔ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص: ۳، ۹، ۳۱۵، ۳۲۳، ۳۳۰

(۱۶) عثمانی، علامہ شبیر احمد، فضل الباری شرح صحیح بخاری، ادارہ علوم شرعیہ، کراچی، ج ۱، ص: ۱۲۳

(۱۷) بجنوری، سید احمد رضا، انوار الباری شرح اردو صحیح بخاری، ج۱ص:۶۵/ج۲ص۸۳، ۸۴

(۱۸) کاندھلوی، محمد ادریس ''التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح'' مکتبۃ العثمانیہ لاہور، ج۱، ص:۱۳۰ کاندھلوی، محمد ادریس ''الابوب والتراجم اردو شرح بخاری شریف'' کتب خانہ جمیلی، لاہور ص ۸۴، ۹۴

(۱۹) سراج احمد سرھندی ''شرح مجموعہ رابعہ ترمذی'' مطبع نظامی، کانپور ۱۳۰۶ھ، ج۱ص:۳۰۱

(۲۰) سہارنپوری ، محمد زکریا، مکتوبات علمیہ، مرتب: محمد شاہد سہارنپوری، سعید کمپنی، ادب منزل، کراچی ۱۳۹۳ھ، ص:۱۴۲

(۲۱) سلیم اللہ خاں، مولانا، کشف الباری، مکتبہ فاروقیہ، کراچی ۱۴۱۸ھ، کتاب التفسیر، ص:۱۴

(۲۲) محمد سعید، تشیید المبانی فی تخریج احادیث مکتوبات الامام الربانی، حیدرآباد دکن ۱۳۲۳ھ، ص:۳۰

(۲۳) ''سرہندی، شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر اول، مکتوب ۱۶۲، ۳۰۹/دفتر دوم، مکتوب ۶۷/معارف لدنیہ، ص:۷۷/مبدأ ومعاد، ص۱۲۶تا۱۲۸/تائید اہل سنت، ص:۵۵، ۳، ۷

دفتر سوم مکتوب ۲۴ میں عبدالرزاق کو اکابر شیعہ میں سے قرار دیا ہے۔ اسی طرح امام ذہبی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اکابر محدثین میں سے ہیں۔

(۲۴) سعیدی، غلام رسول، مقالات سعیدی، فرید بک سٹال، لاہور، ۱۹۸۲ء، ص:۱۳۸

(۲۵) شامی، عابدین محمد امین، ردالمختار علی درالمختار، المکتبۃ الماجدیہ، کوئٹہ ۱۳۹۹ھ، ج۱، ص:۲۹

(۲۶) مجدد الف ثانی شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ ''مکتوبات'' دفتر اول، مکتوب ۱۰۰

(۲۷) مجدد الف ثانی شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ ''مکتوبات'' دفتر اول، مکتوب ۱۳۱

(۲۸) کلابی، محمد صالح ''ہدایت الطالبین'' ملک فضل الدین تاجران کتب قومی، لاہور، ص:۱۹

(۲۹) مجدد الف ثانی، شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر سوم، مکتوب ۲۳

خواجہ ہاشمی کشمی لکھتے ہیں: ''حضرت جمع مذاہب نمی نمودند''

کشمی، محمد ہاشمی، زبدۃ المقامات، نول کشسور ۱۳۰۷ھ، ص ۱۹۷

(۳۰) سرہندی، خواجہ بدرالدین، حضرت القدس (اردو)، مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ ۱۴۰۳ھ ص:۴۳۲

(۳۱) کشمی، محمد ہاشم، زبدۃ المقامات، نول کشسور ۱۳۰۷ھ ص ۱۹۷۔۱۹۸

(۳۲) سرہندی، خواجہ بدرالدین، حضرات القدس، ج ۲: ص ۱۰۹/کشمی'' محمد ہاشم، زبدۃ المقامات، ص ۱۸۲، ۱۸۳/محمد معصوم، خواجہ، مکتوبات معصومیہ، ادارۂ مجددیہ، کراچی ۱۹۸۶ء دفتر اول، مکتوب:۲۳۱

(۳۳) سرہندی، خواجہ بدرالدین، حضرات القدس، ج ۲ص:۱۰۹

(۳۴) کشمی، محمد ہاشم زبدۃ المقامات، ص: ۲۲۴

(۳۵) کشمی، محمد ہاشم زبدۃ المقامات، ص: ۱۹۷

(۳۶) مجدد الف ثانی، شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر اول، مکتوب: ۱۹۳

(۳۷) صدیقی، پروفیسر عبدالباری، مکتوبات امام ربانی بحیثیت ماخذ ایمانیات، سرہند پبلی کیشنز کراچی ۱۹۸۵ء، ص ۵۸

(۳۸) مجدد الف ثانی، شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر اول، مکتوب: ۱۹۳

(۳۹) صدیقی، پروفیسر عبدالباری، مکتوبات امام ربانی بحیثیت ماخذ ایمانیات، ص: ۴۷، ۴۸

(۴۰) مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، مبدا و معاد، ادارۂ مجددیہ کراچی، ۱۹۷۴ء، ص ۱۶۵

(۴۱) یہ مکتوب دراصل اہل سنت کا عقائد نامہ ہے جس میں عقائد کو بہترین ترتیب کے ساتھ عام فہم اور دل نشین انداز میں ذکر کر کے مغلقات کو نہایت آسان کر دیا ہے۔

(۴۲) معتزلہ: اس فرقے کا بانی امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد واصل بن عطاء تھا۔ یہ لوگ یونانی فلسفہ سے بہت متاثر تھے۔ ان کا خیال تھا کہ مصدر معرفت صرف عقل ہے۔ ان کے نزدیک خدا کا عرفان بھی عقل ہی سے ممکن ہے۔ توحید، عدل، وعدہ وعید، کفر و اسلام میں درمیانی درجہ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ان کے مذہب کے اصول خمسہ میں ہے۔ عباسی خلیفہ مامون اور اس کے دو جانشین معتزلی عقائد کے حامی تھے۔

طٰہٰ حسین، ڈاکٹر، اسلام منزل بہ منزل، مترجم: سید رئیس احمد جعفری، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۲۹۵ تا ۳۰۳/ البسیط، احمد اسماعیل، امام حسن بصری اور ان کی تفسیری خدمات، مترجم عبدالقیوم، ادارہ معارف اسلامی لاہور، ۱۹۹۴ء، ص ۵۵ تا ۶۴/ مودودی، ابوالاعلیٰ، خلافت و ملوکیت، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۷۲ء، ص: ۲۱۷ تا ۲۱۹

(۴۳) یہ دونوں مذہب اعتقادی مذاہب ہیں۔ ماتریدی محمد بن محمد بن محمود المعروف ابومنصور ماتریدی (م ۳۳۳ھ) سے منسوب ہیں جبکہ اشعری امام ابوالحسن (۲۶۰ھ۔۳۳۰ھ) سے منسوب ہیں۔

امام ماتریدی نے درحقیقت امام ابوحنیفہ کے مجمل اقوال کی تفصیل بیان کی ہے۔ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے نظریات میں کوئی اساسی اختلاف نہیں تاہم دونوں کا طرز فکر جداگانہ نوعیت کا ہے۔ اس میں شبہ نہیں ہے کہ دونوں قرآن کے ثابت کردہ عقائد کو عقل و برہان کی روشنی میں ثابت کرنا چاہتے تھے۔

(۴۴) ان کے مطابق انسان سب کام اپنے ارادے اور اختیار سے کرتا ہے۔ اور خدا سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ وہ کہا کرتے تھے جب امور و حوادث وقوع میں آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو اسی وقت ان کا علم ہوتا ہے۔ معبد بن خالد الجہنی اس فرقے کا بانی تھا۔

(۴۵) اس مذہب کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ بندے سے فعال کی نفی کر کے انہیں ذات خداوندی کی طرف منسوب کر دیا جائے۔ کیونکہ بندے میں یہ استطاعت نہیں پائی جاتی، وہ اپنے افعال میں مجبور محض ہے۔ نہ اس میں قدرت پائی جاتی ہے نہ ارادہ واختیار۔ جہم بن صفوان نے اس مذہب کی بنیاد رکھی۔
ابوزہرہ، اسلامی مذاہب، مترجم غلام احمد حریری، ص ۱۷۶۔ ۱۸۷، ۱۸۸۔ ۲۰۳، ۳۹۰، ۹۱/ رامپوری، نجم الغنی خان، مذاہب الاسلام، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۹۰ء ص ۲۴/ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد، الفصل فی الملل والا ہواء والنحل، دار المعرفۃ لبنان ۱۹۷۵ء، ج ۲، ص ۱۱۲۔ ۱۱۴، ج ۳، ص ۲۲۔ ۲۴/ مقالات الاسلامیین، ابوالحسن اشعری، ۱۹۸۵ء، ص ۲۱۶۔ ۲۴۷

(۴۶) کشمی، محمد حاشم، زبدۃ المقامات، ص: ۱۹۷

(۴۷) توحید ورسالت میں باہمی تعلق کے متعلق یہ پر لطف قول آپ ہی کا ہے:
''محبت آں سرور بر نہجے متولی شدہ است کہ حق سبحانہ وتعالیٰ را بواسطہ آں دوست می دارم کہ رب محمد است''
(مبدأ ومعاد: ص ۶۳)
صبغت اللہ مجددی اور قاضی ثناء اللہ نے اسے مسکر یہ کلام کہا۔

(۴۸) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر دوم مکتوب: ۶۷/ دفتر اول، مکتوب ۱۶۷، ۲۶۶/ اثبات النبوۃ ص: ۶۵، ۹۷ تا ۸۸

(۴۹) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر اول مکتوب: ۲۵۹

(۵۰) رسالہ تہلیلیہ، ص: ۳۱

(۵۱) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر دوم مکتوب: ۴۴

(۵۲) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر اول مکتوب: ۴۴، ۱۶۵، ۲۷۶/ دفتر سوم، مکتوب: ۱۲۲

(۵۳) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر دوم مکتوب: ۱۶

(۵۴) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر دوم مکتوب: ۳۶/ دفتر سوم مکتوب: ۱۰۷ دفتر اول، مکتوب: ۱۶

(۵۵) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر سوم مکتوب: ۱۰۰

(۵۶) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر اول مکتوب: ۲۰۹/ دفتر سوم، مکتوب: ۱۲۲

(۵۷) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر سوم، مکتوب: ۶۴/ دفتر اول، مکتوب: ۶۳، ۱۷۳

(۵۸) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر سوم مکتوب: ۹۴

(۵۹) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر اول مکتوب: ۴۴، ۶۵، ۸۵
(۶۰) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر دوم مکتوب: ۶۷
(۶۱) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر اول مکتوب: ۲۱۰، ۲۷۲، ۲۸۳، دفتر سوم، مکتوب: ۱۷/ مبدأ و معاد، ص: ۸۹د
(۶۲) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر اول مکتوب: ۴۳، ۲۷، ۴۴ علاوہ ازیں فارسی شعراء کے نعتیہ اشعار بھی مناسب مواقع پر تحریر کیے ہیں۔ (دفتر اول، مکتوب: ۱۸، ۴۴، ۸۷/دفتر دوم، مکتوب: ۱۲۱)
(۶۳) گورایا، ڈاکٹر مشتاق احمد، تناظرات تعلیم، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد ۱۹۹۴ء، کورس کوڈ: ۵۱۲، ص: ۱۹۱۔۱۹۶
(۶۴) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر اول، مکتوب: ۴۷
(۶۵) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر سوم، مکتوب: ۲۳
(۶۶) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر سوم مکتوب: ۲۳
(۶۷) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر دوم مکتوب: ۱۴
(۶۸) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر سوم مکتوب: ۳۵
(۶۹) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر سوم مکتوب: ۱۰۱
(۷۰) مثلاً مجموعہ خانی، عمدۃ الاسلام، (مکتوبات، دفتر اول، مکتوب: ۱۹۳)۔
(۷۱) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر اول مکتوب: ۲۶۶
(۷۲) عزیز احمد، پروفیسر، برصغیر میں اسلامی کلچر، مترجم ڈاکٹر جمیل جالبی، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور ۱۹۹۰ء، ص: ۲۸۸
(۷۳) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، مکتوبات، دفتر اول مکتوب: ۲۹۱
(۷۴) دہلوی، شاہ غلام علی، در المعارف، مترجم عبدالحکیم خاں اختر، نوری بکڈپو، لاہور ۱۹۸۳ء، ص: ۲۶۷
(۷۵) بخاری، سید خورشید حسین، نور اسلام، شرقپور، مجدد الف ثانی نمبر، ج ۲ ص: ۵

مصادر ومراجع

☆ ندوی، ابوالحسن علی، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر مجلس نشریات اسلام، کراچی

☆ قدسی، عبداللہ، آزادی کی تحریکیں، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور ۱۹۸۸ء

☆ زبیدہ احمد، ڈاکٹر، عربی ادبیات میں پاک وہند کا حصہ، مترجم: شاہد حسین رزاقی، اداۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور ۱۹۸۷ء

☆ کشمی، محمد ہاشمی، زبدۃ المقامات، نولکشور لکھنو، ۱۳۰۷ھ

☆ جامعی، حسن علی، تعلیمات مجددیہ، ادارہ اشاعۃ التوحید والسنۃ، شرقپور ۱۹۹۵

☆ وراق، ابوالفرج محمد بن ابی یعقوب، الفہرست، اصح المطابع، کراچی ۱۹۷۱ء

☆ المہائمی، علی بن احمد، تبصیر الرحمان عالم الکتب، بیروت

☆ ندوی، شاہ معین الدین احمد، مقالات سلیمان نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد ۱۹۸۹ء

☆ بجنوری، سید احمد رضا، مقدمہ انوار الباری، مکتبہ حفیظیہ، گوجرانوالہ ۱۹۸۸ء

☆ کشمیری، انورشاہ، فیض الباری مجلس علمی ڈابھیل، الہند ۱۹۳۸ء

☆ عبدالغنی، مجددی، انجاح الحاجہ، حاشیہ سنن ابن ماجہ، ایچ۔ایم سعید کمپنی، کراچی

☆ عثمانی، علامہ شبیر احمد، فضل الباری شرح صحیح بخاری، ادارہ علوم شرعیہ، کراچی

☆ کاندھلوی، محمد ادریس التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح، مکتبۃ العثمانیہ لاہور،

☆ سراج احمد سرھندی، شرح مجموعہ رابعہ ترمذی، مطبع نظامی، کانپور ۱۳۰۶ھ

☆ سہارنپوری، محمد زکریا، مکتوبات علمیہ، مرتب: محمد شاہد سہارنپوری، سعید کمپنی، ادب منزل، کراچی ۱۳۹۳ھ

☆ سلیم اللہ خاں، مولانا، کشف الباری، مکتبہ فاروقیہ، کراچی ۱۴۱۸ھ

☆ سعیدی، غلام رسول، مقالات سعیدی، فرید بک سٹال، لاہور، ۱۹۸۲ء

☆ شامی، عابدین محمد امین، ردالمحتار علی درالمختار، المکتبۃ الماجدیہ، کوئٹہ ۱۳۹۹ھ

☆ سرہندی، خواجہ بدرالدین، حضرت القدس (اردو)، مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ ۱۴۰۳ھ

☆ صدیقی، پروفیسر عبدالباری، مکتوبات امام ربانی بحیثیت ماخذ ایمانیات، سرہند پبلی کیشنز کراچی ۱۹۸۵

☆ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، مبداومعاد، ادارۂ مجددیہ کراچی، ۱۹۷۴

☆ طٰہٰ حسین، ڈاکٹر، اسلام منزل بہ منزل، مترجم: سید رئیس احمد جعفری، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۲۹۵ تا ۳۰۳

☆ عزیز احمد، پروفیسر، برصغیر میں اسلامی کلچر، مترجم ڈاکٹر جمیل جالبی، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور ۱۹۹۰ء

☆ دہلوی، شاہ غلام علی، درالمعارف، مترجم عبدالحکیم خاں اختر، نوری بکڈپو، لاہور ۱۹۸۳ء

☆ بخاری، سید خورشید حسین، نور اسلام، شرقپور، مجدد الف ثانی نمبر